ہم خدا تعالیٰ کو کسی صورت بھی نہیں چھوڑ سکتے

از

سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

ہم خدا تعالیٰ کو کسی صورت میں بھی نہیں چھوڑ سکتے

(فرمودہ ۲۶ ؍دسمبر ۱۹۵۰ء برموقع افتتاح جلسہ سالانہ بمقام ربوہ)

تشہّد ،تعوّذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

''مَیں اِس وقت دعا کے ساتھ جلسہ کا افتتاح کرنے آیا ہوں لیکن افتتاح سے پہلے جیسا کہ یہ اصول چلا آیا ہے مَیں کچھ باتیں بھی کہا کرتا ہوں تا وہ جلسہ میں آنے والوں کے لئے ہدایت کا موجب بنیں اور تا کہ دعا کرتے وقت وہ دعا کرنے والوں کے لئے مُمِدّ و مُعین ثابت ہوں۔

سب سے پہلے تو میں ایک رُقعہ کے متعلق جو کسی دوست نے بھجوایا ہے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ وہ رُقعہ یہ ہے کہ تمام دوستوں کی خواہش ہے کہ ''یَامَسِیۡحَ الۡخَلۡقِ عَدۡوَانَا ''[1] کی اپیلیں جو سامنے لٹکائی ہوئی ہیں وہ ہٹائی جائیں کیونکہ اس صورت میں نصف کے قریب سامعین لیکچرار کو نہیں دیکھ سکتے۔ میرے نزدیک یہ بات معقول ہے اسٹیج کے سامنے کوئی ایسی چیز نہیں لٹکانی چاہئے جو سامعین اور لیکچراروں کے درمیان روک بنے۔ جن لوگوں نے ایسا کرنے کی کوشش کی ہے اُنہوں نے میری ان ہدایتوں کو سُننے اور سمجھنے کی کوشش نہیں کی جو مَیں نے دی تھیں۔ چنانچہ آج صبح ہی جب مُجھ سے پوچھا گیا کہ ہم اِس طرح سٹیج کے اِردگرد یَامَسِیۡحَ الۡخَلۡقِ عَدۡوَانَا کی اپیلیں لٹکانا چاہتے ہیں تو مَیں نے منع کیا اور کہا کہ یہاں اپیلیں نہ لٹکائی جائیں مگر جب مَیں آیا تو مجھے تعجب ہؤا کہ میری ہدایت کے خلاف اِن کو یہاں لٹکایا گیا ہے۔ اس لئے مَیں ہدایت دیتا ہوں کہ جب مَیں دعا کے بعد یہاں سے جاؤں گا تو اِن آویزوں کو فوراً یہاں سے ہٹا دیا جائے اور انہیں

ایسی جگہ میں لٹکایا جائے کہ یہ جلسہ میں مُخِلّ نہ ہوں۔ اصل اور مقدم چیز تو جلسہ ہے اور ایسی چیز جو اِس میں مُخِلّ ہو یا تقریروں کے اثر میں روک بننے والی ہو وہ کسی صورت میں جائز نہیں ہوسکتی ایسا کرنے کا کسی کو حق نہیں۔

بات دراصل یہ ہے کہ نوجوانوں کو بات سمجھنے کی عادت نہیں مَیں نے کہا تھا کہ آویزے سٹیج پر فلاں جگہ لگائیں لیکن انہوں نے میری پوری بات سُنی نہیں صرف سٹیج کا لفظ سُن لیا اور آویزے موجودہ صورت میں لگا دیئے۔ جب یہ سوال میرے پاس پہنچا تو مَیں اُس وقت ناشتہ کر رہا تھا لیکن مَیں نے اُس وقت دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں جواب بھجوا دیا کہ ایسا کرنے کی کسی کو اجازت نہیں۔

اِس کے بعد سب سے پہلے مَیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جیسا کہ تمام دوستوں کو معلوم ہے کہ میرا یہ سارا سال بیماری میں گزرا ہے۔ گزشتہ جلسہ کے بعد مجھے کھانسی اور نزلہ ہؤا پھر آواز بیٹھ گئی اور کئی دن تک بغیر آواز کے گویا جیسے پھسپھساہٹ ہوتی ہے مَیں بولتا تھا ایک لمبے عرصہ کے بعد مجھے اِس بیماری سے افاقہ ہؤا لیکن دو ماہ کے بعد کوئٹہ میں نقرس کا دَورہ ہو گیا جو دو ماہ تک رہا پھر کھانسی کا دَورہ ہؤا جو چار ماہ تک رہا پھر کچھ عرصہ آرام رہا لیکن پچھلے دنوں بخار کا شدید دَورہ ہؤا لیکن اب پھر کھانسی اور زکام ہے اِن بیماریوں کی وجہ سے مُجھ میں اِتنی طاقت نہیں کہ میں اتنا بوجھ اُٹھا سکوں جتنا بوجھ مَیں پہلے اُٹھایا کرتا تھا پس احباب کو انتظام کے ماتحت اگر کچھ قربانی کرنی پڑے اور اُنہیں ملاقات کا اُتنا وقت نہ ملے جتنا پہلے ملا کرتا تھا تو اُنہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ اشد ضرورت کی وجہ سے کیا گیا ہے اور اُنہیں اس پابندی کو قبول کرنا چاہیئے۔ اب بھی مَیں بول رہا ہوں تو بڑے زور سے چند الفاظ کہہ رہا ہوں اور مَیں نہیں کہہ سکتا کہ آئندہ تقریریں میں کس طرح کروں گا۔ کل تک مجھے آرام تھا لیکن رات کو تقریروں کے لئے نوٹ لکھنے کی وجہ سے مجھے زیادہ دیر تک جاگنا پڑا۔ پہلے تو مَیں رات کو کام کرنے کا عادی تھا اور تین تین چار چار بجے تک کام کرتا رہتا تھا لیکن اب بیماری کی وجہ سے مَیں سردی میں کام نہیں کرسکتا۔ آٹھ بجے ہی بستر میں داخل ہو جاتا ہوں لیکن کل نوٹوں کی وجہ سے گیارہ بجے رات تک کام کرتا رہا جس کی وجہ سے میرا

گلا بیٹھ گیا ہے اور نزلہ کے آثار پیدا ہو گئے ہیں۔ خیر کل کی بات تو کل کی رہی اِس وقت مجھے گلے میں شدید درد ہے اور اس کے ساتھ سر میں بھی درد ہو رہا ہے ناک اور کن پٹیوں میں بھی درد ہے جس کی وجہ سے مَیں خیال کرتا ہوں کہ میرے لئے تقاریر کو نبھانا مشکل ہوگا اِس وجہ سے احباب کو اَور بھی احتیاط کرنی چاہئے اس لئے مَیں پیدل چل کر نہیں آیا بلکہ کار پر آیا ہوں اور آئندہ بھی کار پر ہی آیا کروں گا کیونکہ گرد اُڑنے کی وجہ سے بیماری کے زیادہ ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے اِسی طرح احباب ملاقات کے وقت بھی یہ احتیاط رکھیں کہ وہ اس طرح قدم رکھیں کہ گرد نہ اُڑے۔

ایک بات مَیں سٹیج کے افسروں سے بھی کہنا چاہتا ہوں جو تکلیف مجھے محسوس ہوئی ہے وہ دوسرے لیکچراروں کو بھی محسوس ہوگی اور وہ تکلیف یہ ہے کہ مائیکروفون عین منہ کے سامنے رکھا ہؤا ہے اور یہ اتنا موٹا ہے کہ اِس کی وجہ سے آدھے آدمی نظر نہیں آتے۔ اِس سے سُننے والوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے اور تقریر کرنے والوں کو بھی۔ اِسے ایسی جگہ پر رکھنا چاہئے کہ یہ منہ سے نیچے رہے تا سامعین تقریر کرنے والے کو دیکھ سکیں اور تقریر کرنے والے سامعین کو دیکھ سکیں۔

اِس کے بعد مَیں دوستوں کو اِس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارے لئے جس قسم کی مشکلات ہیں اور جن حالات سے ہم گزر رہے ہیں یہ مشکلات اور حالات کسی دوسری قوم کو پیش نہیں آ رہے۔ ہماری حالت اُس یتیم کی سی ہے جس کے نہ صرف ماں باپ ہی فوت ہو گئے ہیں بلکہ اُس کا کوئی عزیز بھی دنیا میں باقی نہیں رہا۔ صحابہ کرام کا جو حال تھا وہی ہمارا ہے دنیا کی کوئی قوم ہم سے منہ لگانے کے لئے تیار نہیں۔ دنیا کی کوئی قوم ہم سے خوش خلقی سے پیش آنے کے لئے تیار نہیں، دنیا کی کوئی قوم ہمارے ساتھ محبت سے ہاتھ ملانے کو تیار نہیں اور ہم جب بھی سوچتے ہیں ہمیں کوئی ایسی بات نظر نہیں آتی جس کی وجہ سے یہ عداوت کی جاتی ہے اور جس کی وجہ سے بُغض و کینہ ہم سے روا رکھا جاتا ہے۔ ہم نے کسی کا مال نہیں مارا جب دوسرے لوگ مال لُوٹتے ہیں ہم دوسروں کی خدمت کرتے ہیں، جب دوسرے لوگ ظلم کرتے ہیں ہماری جماعت کے لوگ اِلَّا مَاشَاءَ اللہ رحم سے

کام لیتے ہیں، جب دوسرے لوگ بُغض اور کینہ دکھاتے ہیں ہماری جماعت کے لوگ محبت اور پیار کا سلوک کرتے ہیں اور جب دوسرے لوگ قوم اور مُلک سے سچی ہمدردی نہیں رکھتے بلکہ ظاہرداری سے کام لیتے ہیں ہماری جماعت کے لوگ قوم، مُلک، ہم مذہبوں اور تمام بنی نوع انسان سے خواہ وہ اسلام سے نسبت رکھتے ہوں یا نہ رکھتے ہوں ہمدردی کرتے ہیں اور باوجود اِس کے کہ دنیا ہمیں کشتنی اور گردن زدنی سمجھتی ہے ہمیں سب کی بھلائی مدنظر رہتی ہے۔ دنیا ہمیں اِس لئے نہیں دھتکارتی کہ ہم نے اس کا کچھ بگاڑا ہے، وہ ہم سے اِس لئے تعلق نہیں توڑتی کہ ہم نے کسی پر ظلم کیا ہے بلکہ وہ اس لئے ہمیں منہ نہیں لگاتی کہ ہم نے اپنے پیدا کرنے والے اور اپنے آقا سے منہ لگا لیا ہے لیکن ہم اسے کسی وجہ سے چھوڑ نہیں سکتے۔ یہ وہ چیز ہے جس پر ہم اپنے عزیز ترین وجودوں کو بھی قربان کر سکتے ہیں۔ ہم اسے نہ حکومت کی خاطر چھوڑ سکتے ہیں نہ مُلک وقوم کی خاطر چھوڑ سکتے ہیں اور نہ ہم کسی عقیدہ کی خاطر اسے چھوڑ سکتے ہیں۔ ہم خدا تعالیٰ کو کسی صورت میں بھی نہیں چھوڑ سکتے۔ ہمارے دُشمنوں کو سوائے اِس کے ہمارے ساتھ اور کوئی دُشمنی نہیں کہ ہم نے خدا تعالیٰ کی آواز کو سُن لیا اور یہ ایسی چیز نہیں جس کا ہمارے پاس کوئی علاج ہو۔ اگر مال کا سوال ہوتا تو ہم کہتے چلو اِس سے ہمیں کیا غرض اسے چھوڑ دو، اگر مُلک کا سوال ہوتا تو ہم کہتے کہ اسے چھوڑ دو ہمیں ساری دنیا سے عداوت مول لینے کی کیا ضرورت ہے اگر عزت کا سوال ہوتا تو ہم کہتے ہمیں ساری دنیا سے لڑائی سہیڑنے سے کیا غرض اسے چھوڑ دو۔ یہ لوگ ہم سے اُس چیز کو چھُڑانا چاہتے ہیں جسے چھوڑ کر نہ ہمارا دنیا میں کچھ رہتا ہے اور نہ آخرت میں ۔ یہ لوگ ہم سے خدا چھُڑ وانا چاہتے ہیں اور اس کا ہمارے پاس ایک ہی جواب ہے کہ تم ہم سے مُلک لے لو، تم ہماری آزادیاں لے لو، تم ہماری عزتیں لے لو، تم ہمارے مالوں پر قبضہ کر لو، ہم اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن خدا تعالیٰ کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں۔

پس ہماری حالت اس قسم کی ہے جس کو لاعلاج مرض کہتے ہیں۔ ہماری مرض وہ ہے جس کے دور کرنے کا خیال بھی ہمارے جسموں پر کپکپی طاری کر دیتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ

سے محبت کرنا مرض ہے، اگر اُس کی باتوں کو ماننا مرض ہے اور یہ ایسی متعدی بیماری ہے جس سے دنیا ڈرتی ہے کہ یہ اُسے نہ لگ جائے تو ہم کہیں گے کہ خواہ اس کے بدلے میں ہمارے جسم کی ایک ایک بوٹی بھی جُدا ہو جائے، خواہ اِس کے بدلے میں ہماری جان اور مال تباہ ہو جائیں لیکن ہم اسے نہیں چھوڑ سکتے۔ اَور بیماریاں تو قابلِ علاج ہیں لیکن اِس مرض کا کوئی علاج نہیں اور نہ صرف اِس کا کوئی علاج ہی نہیں بلکہ اِس میں مُبتلا رہنے کو ہم فخر سمجھتے ہیں اور اس کے علاج کو عذاب سمجھتے ہیں۔ اِس مرض کی دوا اور دارو سوائے خدا تعالیٰ کے اور کسی کے ہاتھ میں نہیں۔

پس آؤ ہم اپنے رب کے حضور میں عرض کریں کہ اے ہمارے رب! ابھی تو ہم نے اپنے مونہوں سے کہا ہے کہ ہم تیرے ہو گئے ہیں اور دنیا ہم سے عداوت کرنے لگی ہے۔ اے ہمارے رب! اگر ہماری موتیں اِسی حالت میں ہو جائیں تو نہ ہم دنیا کے رہتے ہیں اور نہ دین کے۔ دنیا کے لوگ ہم سے منہ نہیں لگاتے کہ ہم نے تجھ سے منہ لگایا ہے لیکن ہم تیرے بندے اب تک نہیں بنے کیونکہ ہم نے مونہوں سے کہا ہے کہ ہم تیرے ہو گئے لیکن ہم نے اپنے دعویٰ کے مطابق عمل نہیں کیا ہمارے اعمال میں ابھی خامیاں ہیں۔ پس اے خدا! تُو ہمارے اندر ایسی تبدیلی پیدا کر دے کہ دنیا ہماری مخالفت کرتی ہے تو کرتی چلی جائے لیکن ہم نے تیری محبت کا جو دعویٰ کیا ہے ہم اس میں سَو فیصدی صادق ثابت ہوں اور خالص طور پر تیرے بن جائیں۔ پھر تمام عداوتیں ہمارے لئے راحتیں بن جائیں گی۔ دنیا جس چیز کو دوزخ سمجھتی ہے ہم اسے جنت قرار دیں گے کیونکہ جسے تُو مل گیا اسے سب کچھ مل گیا۔ تیرے لئے گالیاں سننا ساری دنیا کی تعریفوں سے بہتر ہے۔ اے خدا! تُو ہمارے اس دعویٰ کو حقیقی بنا دے، تُو ہمارے اندر اپنا عشق پیدا کر دے، تُو ہمارے اندر اپنا لگاؤ پیدا کر دے، تیرے وجود کے سوا باقی ساری دنیا ہماری نظروں سے غائب ہو جائے۔ بجائے اِس کے کہ ہم دنیا کی طرف نظر اُٹھائیں دنیا ہمیں خود ہی نظر نہ آئے صرف تیرا ہی چہرہ ہمارے سامنے رہے۔ دنیا کی ہر چیز بے شک ہم سے چھینی جا سکتی ہے لیکن تُو ہم سے چِھینا نہ جا سکے۔

پس آؤ ہم خدا تعالیٰ سے مدد کے لئے عرض کریں کہ ہم ہزاروں جو تیرے نام پر یہاں جمع ہوئے ہیں تُو ہمیں اپنا لے اور ہمارے ساتھ باقی ساری دنیا کو بھی اپنا لے۔ دُشمن بے شک ہمارے ساتھ دُشمنی کرتا ہے لیکن ہماری اُس کے ساتھ کوئی دُشمنی نہیں۔ لوگ بے شک ہمارے مخالف ہیں لیکن ہماری ان سے کوئی مخالفت نہیں۔ ہم تو یہی چاہتے ہیں کہ تیرا چہرہ اُنہیں بھی نظر آئے اور اُن کے دلوں میں بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پیدا ہو جائے تا وہ اپنی سُستیوں اور غفلتوں سے ہٹ کر دین کی خدمت میں لگ جائیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت دنیا پر پھر اُسی طرح قائم ہو جائے جس طرح وہ تیرہ سَو سال پہلے قائم ہوئی تھی۔ پس تُو ہم پر بھی رحم فرما اور ہمارے مخالفوں پر بھی رحم فرما۔ آمین (الفضل لاہور ۱۳؍جنوری ۱۹۵۱ء)

۱؎ : تذکرۃ صفحہ ۴۲۳۔ ایڈیشن چہارم